مگروہ علم کے موتی

پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج
رئیس کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

کسی بھی ملک وقوم کی علمی وتحقیقی عظمت ورفعت کا اندازہ اسکی اعلیٰ تعلیمی وتحقیقی دانش گاہوں سے کیا جاتا ہے۔ اس لیے وہ اقوام ماسبق بھی، جو آج صفحۂ ہستی پر موجود نہیں ہیں مگر ان کے آثار علمیہ سے ان کے مہذب وتعلیم یافتہ ہونے کا ثبوت تاریخ کے ریکارڈ پر موجود ہے۔ اسلام نے بھی تعلیم وتعلم پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ **اطلبو العلم من المهد الى اللحد**۔ (الحدیث) گہوارے سے قبر تک علم حاصل کرو، کے الفاظ حصول علم بلکہ فرضیت علم پر شاہد ناطق ہیں۔ قرآن مجید کی وحی اولین میں **اقراء** کا لفظ اسلام کا سرنامہ بنا ہوا ہے۔ علم کی بے پناہ طاقت نے ہی مسلمانوں کو زمانۂ نزول قرآن اور اس سے متصل قرن میں، اقوام عالم میں ممتاز اور نمایاں کیا تھا اور اسی علم کے زور پر زمام اقتدار واختیار بھی ان کے ہاتھوں میں تھی۔ یہ اقراء کا وہ فیضان تھا، جس سے مسلمان قرن ہا قرن فیضیاب ہوتے رہے اور درس اقراء کے معلم کو یاد کرتے رہے۔

جڑ، پاتال میں اترے یارو! شاخ فضا میں پھیلے ہے
اتنا گہرا اتنا اونچا درخت اُگا کس موسم کا
اسکی یادیں اسکی باتیں، وہی تو سب کی زیست بنا
جہل کے تپتے صحرا میں جب علم کا بادل برسا تھا

پاکستان کی متعدد جامعات میں سب سے بلند وبالا نام جامعہ کراچی کا مانا جاتا ہے۔ جہاں کم وبیش پچیس سے چھبیس ہزار طلبہ وطالبات اسکے فیض علمی سے سیراب ہوتے ہیں۔ یہاں کے اساتذہ کرام اپنے طلبہ وطالبات کو نور علم سے مستفید کرتے اور انہیں جینے کا ڈھنگ سکھاتے ہیں۔ جو طلبہ وطالبات، جامعہ کراچی میں طالب علمانہ زندگی گزارتے ہیں۔ میں انہیں خوش نصیب انسانوں میں شمار کرتا ہوں۔ جو اپنی حیات کے قیمتی لمحات یہاں بسر کرنے کے سبب ملک وقوم کا سرمایۂ افتخار بنتے ہیں۔ پھر ان کے یہی شب وروز انکی زندگی کا قیمتی اثاثہ ہونے کے ساتھ ساتھ زندگی کا ناقابل فراموش حصہ بھی بن جاتے ہیں۔

پاکستان میں شرح خواندگی گو مطلوب تعداد میں میسر نہیں ہے۔ مگر ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ شرح خواندگی کو

بڑھنا ہے اور بڑھتے رہنا ہے کیونکہ اس میں ہماری نسلوں کی ترقی، فلاح و بہبود اور ملک وقوم کا وقار و استحکام مضمر ہے۔ واضح رہے کہ شرح خواندگی کے کئی مدارج ہیں۔ اس کی کو ابتدائی سطح پر ہمارے پرائمری اسکولز اور قرآنی تعلیمات کے دینی مدارس پورا کرتے ہیں۔ اس لیے ہماری اولین کوشش یہ ہونی چاہئے کہ اس سطح یا مرحلے کی تعلیم سے کوئی پاکستانی بچہ یا بچی محروم نہ رہے تاکہ ہمارا اجتماعی شعور اپنی ابتدائی سطح سے ہی بہتر سے بہتر ہو سکے۔ ہماری ابتدائی تعلیم جتنی مضبوط اور گہری بنیادوں پر استوار ہو گی۔ آگے کے مراحل اتنے ہی زیادہ ثمر بار ثابت ہوں گے۔ یہاں تک کہ اعلیٰ تعلیم بھی اسکے اثر سے خالی نہیں رہے گی۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثر یا می رود دیوار کج!

جامعات میں چونکہ تعلیم کے ساتھ تحقیق کا عمل بھی ہوتا ہے۔ اس لیے اسے عام تعلیمی اداروں سے ممتاز سمجھا جاتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ تحقیقات ہی جامعات کا اصلی جوہر ہوتی ہیں تو بلاشبہ درست ہوگا۔ جس جامعہ میں جتنی زیادہ تحقیقات ہوں گی، وہ جامعہ اپنے ملک وقوم کے لیے اتنی ہی زیادہ ضروری اور اہم سمجھی جائے گی۔ ایسے میں یہ ذمہ داری جہاں جامعہ کے اساتذہ اور طلباء پر عائد ہوتی ہے، وہیں ارباب اقتدار و اختیار پر بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ تحقیقی ماحول کو سرگرم رکھنے اور اسے فعال بنانے نیز Up-grade کرنے کے لیے جامعہ کو مطلوب سہولیات بہم پہنچائیں۔ انہیں حسب ضرورت اور قرار واقعی مالی امداد دیں۔ ان کے انفرااسٹرکچر کو جدید ضرورتوں سے آراستہ کریں اور نئے ڈسپلینز اور شعبہ جات کو قائم کرنے کے لیے ہنگامی طور پر الگ مالی امداد کا پیکج تیار کریں۔ مثلاً بحیثیت ڈین میں اپنی فیکلٹی میں اسلامک بینکنگ اینڈ فنانس کا ڈیپارٹمنٹ قائم کرنا چاہتا ہوں۔ اسی طرح شعبہ معاصر مسلم دنیا (Department of Contemporary Muslim World) قائم کرنا چاہتا ہوں اور ادارہ تحقیقات قرآنی (Institute of Quranic Research) قائم کرنا چاہتا ہوں۔ نیز ایسا دارالافتاء بھی قائم کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں سے فتوؤں کی صورت میں پیش آمدہ مسائل کے حل میں جدید دنیا کو فکری و فقہی رہنمائی میسر آسکے۔ میری خواہش کہ یہ دارالافتاء، عالمی سطح پر جامعۃ الازہر (مصر) اور دارالعلوم دیوبند جیسی عظمت وشہرت کا حامل ہو۔ اب ظاہر ہے کہ جامعہ کراچی کے پاس اتنا فنڈ نہیں ہے کہ وہ ان جیسے اداروں اور شعبوں کو اپنے معمول کے بجٹ سے بنوا سکے۔ حکومت اگر جامعہ کراچی کو اتنی خطیر رقم فراہم کردے تو ہم نے اور ہمارے ساتھی اساتذہ نے تعلیم و تحقیق کے باب میں جو خواب دیکھے ہیں۔ وہ یقیناً شرمندہ تعبیر ہوسکیں گے۔ اس ضمن میں معاشرے کے مخیر" حضرات کو بھی آگے آنا ہوگا۔ اپنی جامعہ کو سنوارنے اور نسل تازہ کو مضبوط کرنے کے لیے انہیں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ جامعہ کراچی کے فارغ التحصیل وہ تمام طلبہ وطالبات، جو آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کسی منصب بالا کے سزاوار اور مقام رفعت پر فائز المرام ہوئے ہیں۔ انہیں ادائے شکر نعمت کے طور پر اس جانب

بالخصوص توجہ دینا ہوگی۔ جو جس فیکلٹی سے فارغ التحصیل ہوا ہے۔ اسے اپنی فیکلٹی فراموش نہیں کرنی چاہئے۔ هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (کیا ہے احسان کا بدلہ سوائے احسان کے)۔ چراغ سے چراغ جلتا ہے اور جتنے زیادہ چراغ روشن ہوں گے اتنی زیادہ روشنی ہوگی اور ویسے بھی اس قوم کو پہلے سے زیادہ روشنی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دنیا بہت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ طبیعیاتی علوم میں تو آئے دن معجزے رونما ہو رہے ہیں۔ ایسے میں ہمارا نام و مقام کہاں ہے؟ یہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔

ایسا نہیں ہے کہ ہمارے پاس اعلیٰ دماغ اور عمدہ اذہان نہیں ہیں۔ یہ سب ہیں مگر ان اعلیٰ دماغوں سے کام لینے والے لوگ نہیں ہیں۔ ہمارے ملک کا ذہین طبقہ، دیارِ غیر میں آباد ہو رہا ہے۔ وہ جہاں بھی جا رہا ہے وہاں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا رہا ہے۔ اور اپنی بے پناہ علمی صلاحیتوں اور ذہنی قابلیتوں سے دنیا کو حسن و کمال بخش رہا ہے۔ کیا ان عالی دماغ لوگوں سے ہم کوئی کام نہیں لے سکتے؟ دانش کُشی یا بالفاظ دیگر اجتماعی خودکشی کا یہ کام کب تک ہوتا رہے گا۔

کتابیں اپنے آباء کی، مگر وہ علم کے موتی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

میں سمجھتا ہوں، اگر **اقراء باسم ربک الذی خلق** پر ایمان رکھنے والی حکومت اپنے حصے کا کام کرے۔ اپنی ترجیحات کا از سر نو تعین کرے اور اپنے بجٹ کا کثیر حصہ، تعلیم و تحقیق اور سائنس و ٹیکنالوجی کی مد میں مختص کرے تو پھر دیکھیئے کہ تھوڑے ہی عرصے بعد ملک میں کیا انقلاب آتا ہے۔ یاد رکھیئے! جس انقلاب کے پیچھے تعلیم کی قوت نہ ہو، وہ انقلاب پائیدار نہیں ہوتا بلکہ شاید وہ انقلاب ہی نہیں ہوتا۔ حقیقی اور پائیدار انقلاب صرف علم کے زور سے آتا ہے۔ اسکے لیے پوری قوم کو اٹھنا ہوگا۔ ایک بار پھر سے تعلیمی اداروں کو اسکی مطلوب اسپرٹ میں آباد کرنا ہوگا۔ علم سے سچا عشق کرنا ہوگا۔ معلم کا احترام کرنا ہوگا اور متعلم کا بھی ادب کرنا ہوگا۔

جامعہ کراچی اس ملک کی سب سے بڑی مادرِ علمی ہے جس نے ماضی و حال میں پورے ملک کو ہر طرح کی قیادت فراہم کی ہے۔ سیاسی، معاشی، سماجی، مذہبی اور سائنسی غرض تمام شعبۂ ہائے زندگی میں اس نے ایسے فرزند عطا کئے ہیں کہ جو اس ملک کا سرمایہ افتخار کہلانے کے مستحق ہیں۔ مگر آج معاشرہ کی زبوں حالی اور اخلاقی گراوٹ کے سبب خوبصورت اور پُر وقار ماضی کی حامل، جامعہ کا حسن و جمال بھی کچھ ماند سا پڑ گیا ہے۔ مگر موجودہ شیخ الجامعہ پروفیسر ڈاکٹر محمد قیصر، کی دانشمندانہ قیادت نے یہ عزم کر رکھا ہے کہ وہ جامعہ کو اس کا کھویا ہوا وقار واپس دلائیں گے۔ اس کا علمی بانکپن اسے لوٹائیں گے اور اسکے لیے وہ دن رات مصروف تگ و تاز بھی ہیں۔ جامعہ سے ان کی گہری وابستگی (Commitment) اور اسکے لیے ان کی پُرخلوص مساعی دیکھ کر کچھ امیدسی ہوئی ہے شاید کہ اب جامعہ کراچی کے دن پھرنے والے ہیں۔

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہوجائے گی!

مگر یہ سب اسی وقت ممکن ہے کہ جب حکومت، جامعہ کراچی کی گرانٹ فی الفور بڑھائے، اسے جدید انفرااسٹرکچر سے مزین کرے اور ریسرچ کیلئے الگ سے سہولیات مہیا کرے تاکہ جامعہ کی تمام فیکلٹیز، اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹس کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرسکیں۔